علمائے کرام کا واٹس ایپ گروپ

بزم علماء والأئمه

03345613913

شیخ احمد بن حجر رحمہ اللہ
قتل اور خودکشی
جہنم کے راستے
www.KitaboSunnat.com
POISON
مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

CamScanner
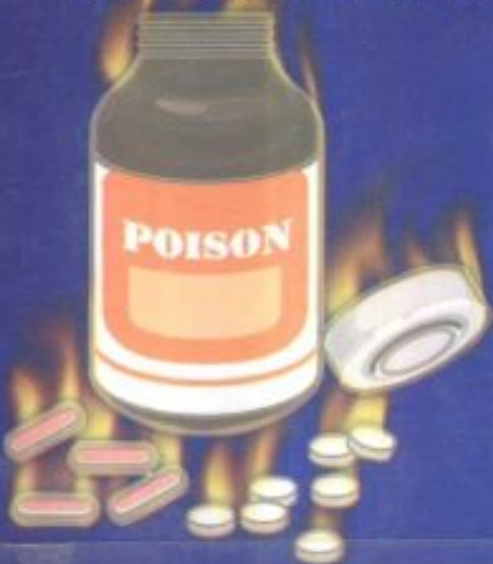
بزمِ علماء والأئمة
صرف علماء ، طلباء اور خطباء شامل ہوں
03345613913
آنے والا جمعہ کس عنوان پہ مناسب یا ضروری ہے
اس بارے میں
اپنی مفید آراء و تجاویز اور ان
سے متعلقہ کتب اوپر دئیے
گئے نمبر پہ ارسال فرمائیں

قتل اور خودکشی

شیخ احمد بن حجر رحمہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ
اردو بازار لاہور

جس آدمی کے قتل کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے

ناحق قتل کرنا

اس سے مراد بے گناہ مسلمان' ذمی یا وہ شخص ہے جس سے معاہدہ کیا گیا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ کسی شخص کو ناحق اور مظلوم مار ڈالنا نہایت ہلاکت خیز گناہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ اس کے قتل کی ممانعت اور قاتل کی سخت سرزنش کے لیے قرآن پاک میں بکثرت آیات وارد ہیں اور اس نوع کے قتل کی وعید میں صحیح اور حسن حدیثیں بھی "الترتیب والترہیب" جلد چہارم میں کثرت سے آئی ہیں۔

قرآن پاک کی بعض آیتیں یہ ہیں:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا﴾

(الاسرا: ۳۳)

"اور جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے' اس کو ناحق قتل نہ کرو اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے' اس کو چاہیے کہ قتل (کے قصاص) میں زیادتی نہ کرے۔ بلاشبہ اس کو مدد دی گئی ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّلَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ (النساء: ۹۳)

''اور جو شخص کسی مسلمان کو عمداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس کی لعنت پڑے گی اور اللہ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

ناحق قتل کی مذمت اور ظالم قاتل کی زجر و توبیخ اور تہدید و تنبیہ کے لیے مذکورہ بالا دونوں آیتیں کافی ہیں' ان آیتوں میں وہ گھن گرج ہے۔ جس سے دل دہل جائیں' سنگ دل سے سنگ دل انسان کا پتہ پانی ہو جائے اور ناحق خون بہانا خصوصاً کسی مسلمان کو قتل کرنا بالکلیہ موقوف ہو جائے' اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان' یا ذمی' یا کسی ایسے شخص کو ناحق مار ڈالنے کے درپے ہوتا ہے جس سے معاہدہ ہوا ہو' تو ایسا شخص بھی دائرۂ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور وہ نام نہاد مسلمان رہ جاتا ہے' یا اس کے اندر ایمان کی شمع اتنی کمزوری ہو جاتی ہے کہ ہلاکت یا آتش دوزخ میں جلنے سے وہ بچ نہیں سکتا' اور دوزخ اس کے لیے بدترین ٹھکانا ہے' جیسا کہ بخاری شریف میں نبی کریم ﷺ سے منقول ہے' آپ نے ارشاد فرمایا:

((لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهِ مَالَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا))

(بخاری)

''مومن اس وقت تک اپنے دین کی وسعت اور کشادگی میں ہوتا ہے جب کہ حرام خون سے آلودہ نہ ہو جائے۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اِنَّ مِنْ وَرْطَاتِ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ لَامَخْرَجَ لِمَنْ اَوْقَعَ نَفْسَهُ مِنْهَا سَفْكُ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهِ))

"جن ہلاکت خیز امور میں خود کو ڈالنے کے بعد نجات نہیں' ان میں وہ ناحق خون بہانا بھی شامل ہے جو حرام ہو۔"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ))

(رواہ ابن ماجہ باسناد حسن)

"کسی مومن کے ناحق قتل کے مقابلے میں دنیا کی تباہی اللہ کے لیے گوارا ہے۔"

اس روایت کو ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ نے سند حسن کے ساتھ نقل کیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ایک صحیح حدیث میں قتل کے اسباب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((لَايَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ' الثَّيِّبُ الزَّانِیْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ))

"اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دینے والے کسی مسلمان کا خون ان تین صورتوں کے سوا کسی صورت میں حلال نہیں۔

(۱) شادی شدہ ہو کر زنا کیا ہو (اور بیوی سے دخول کر چکا ہو)

(۲) جان کے بدلے جان

(۳) اور اس کا خون جو اپنے دین کو چھوڑ کر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کر لے[۱]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ))

"قیامت کے دن لوگوں کے درمیان اولین فیصلہ جو کیا جائے گا، وہ خونوں کی بابت ہو گا۔"

اس روایت کو بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے نقل کیا۔ نیز نسائی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ بندے سے سب سے پہلے نماز کی بابت پرسش ہو گی اور لوگوں کے درمیان سب سے اولین فیصلہ خون کے بارے میں ہو گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

---

[۱] یعنی مرتد جو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے، یا دوسرا کوئی دین اختیار کرے، یا نہ کرے مرتد کے قتل پر علما کا اجماع ہے تاوقتیکہ تائب ہو کر دوبارہ حلقہ بگوش اسلام نہ ہو جائے۔ لیکن باصرار کافر رہنے پر اسے قتل کر دیا جائے گا، اور مرتدہ کے قتل کی بابت البتہ اختلاف ہے۔۔ جمہور علما کہتے ہیں کہ عورت کا حکم مرد جیسا، امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا ہے، اس لیے مرتد عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا، لیکن جمہور علما کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے جو استدلال کیا ہے وہ عام ہے جب کہ مرتد کا قتل خاص ہے۔

فرمایا: سات ہلاکت خیز چیزوں سے بچو۔ کسی نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:

(۱) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا

(۲) جادو کرنا

(۳) جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام کیا اس کو ناحق قتل کرنا

(۴) یتیم کا مال کھا جانا

(۵) سود کھانا

(۶) جنگ کے دن پشت پھیر کر بھاگ جانا

(۷) بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر تہمت دھرنا۔

(اس روایت کو بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے نقل کیا)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کی تباہی کسی مومن کے ناحق قتل کیے جانے کی بہ نسبت کہیں زیادہ آسان ہے (اس روایت کو مسلم، نسائی اور ترمذی نے مرفوعاً اور موقوفاً نقل کیا اور آخر الذکر نے اس کے موقوف ہونے کو راجح قرار دیا)"

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمَاءِ وَاَهْلَ الْاَرْضِ اِشْتَرَكُوْا فِيْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَكَبَّهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ))

''اگر آسمان اور زمین والوں نے مل کر کسی ایک مومن بندے کا خون بہایا تو اللہ تعالیٰ ان سب کو دوزخ کی آگ میں اوندھے منہ جھونک دے گا۔''

اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے قارئین کرام کو بخوبی علم ہو گیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قاتل کو جلد یا بدیر کیسی کیسی اذیت ناک سزا دی جائے گی۔

جلد سزا تو یہی ہو گی کہ جس طرح اس نے دوسرے کو موت کے گھاٹ اتارا اسے بھی فوری طور پر قتل کر دیا جائے' اور آئندہ دی جانے والی سزا وہ ہو گی جس کا ذکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں مذکور ہے کہ جن ہلاکت خیز امور میں خود کو ڈال دینے کے بعد نجات نہیں' ان میں وہ خون بہانا بھی شامل ہے جو حرام ہو۔ پھر کسی مومن کا ناحق مار ڈالنا کتنا بڑا جرم ہے' اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ اس قتل پر ساری دنیا کی تباہی اللہ کے نزدیک کہیں زیادہ آسان ہے' جب کہ دنیا میں نہ جانے کتنے لوگ بستے ہیں اور کتنی بستیاں یہاں آباد ہیں ---- اور اگر زمین و آسمان کی جملہ خلائق کسی مومن کے خون کو بہانے میں شریک رہیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اس ایک جرم کی پاداش میں جہنم رسید کر دے گا' چنانچہ ترمذی کی ایک حدیث میں ہے۔

((لَاَکَبَّهُمُ اللّٰهُ فِی النَّارِ))

''اللہ تعالیٰ ان سب کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا''

کیونکہ اس مجرم نے سب سے پہلا جرم خود اپنے خلاف کیا اور اپنے آپ کو ایک بدترین قتل کے بدلے قصاص کا مستوجب بنایا اور آخرت کے دردناک عذاب کا مستحق ٹھہرایا۔ دوسرے اپنے خاندان اور گھر والوں پر ظلم کیا جو اس سے ہاتھ دھو

بیٹھے اور محروم رہے- تیسرا ظلم اس شخص نے مقتول پر کیا کہ اسے صفحہ ہستی سے مٹا کر اس کی زندگی کا چراغ گل کر دیا- اس کے بچوں کو یتیم کیا' اس کی بیوی کا سہاگ اجاڑ دیا' ان پر رنج والم کا پہاڑ توڑا' انھیں خون کے گھونٹ پینے پر مجبور کیا' بچوں کے دلوں کو اپنے شفیق باپ کی جدائی کا داغ دیا- بھائیوں کو بھائی کی جدائی کا درد دیا' باپ کو اپنی چہیتی اولاد سے محروم کیا اور عرصہ ہستی پر ایسے گناہ کا داغ بٹھا دیا جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا- اور اگر خدانخواستہ کوئی قاتل قصاص سے چھوٹ گیا اور اس سے قتل کا بدلہ نہ لیا گیا تو بھاری مصیبت ہوگی اور اس کے نتیجے میں بہت بڑا فساد رونما ہوگا' کیونکہ مقتولین کے وارثین اور اس کی اولاد خون کا بدلہ لینے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے' اور قاتل جہاں کہیں ہوگا اسے گھیر کر موت کے گھاٹ اتار دیں گے- اور اگر خاندانی عصبیت اور قدیم جہالت نے سر اٹھایا تو اس کا نتیجہ یہ بھی ہوگا کہ اس قتل کا بدلہ قاتل کے بے گناہ رشتہ داروں سے لیا جائے گا- وہ اس کا بدلہ اس کے رشتہ داروں سے لیں گے اور اس طرح لاشوں پر لاشیں گریں گی' خون کی ندیاں بہیں گی اور محض ایک مجرم کی مذموم حرکت اور اس سے بھاری گناہ کی پاداش میں فریقین کے درمیان قتل و غارت کا بازار گرم ہوگا' یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل وسفاکی کا رشتہ شرک اور سحر جیسے کبیرہ گناہوں سے جوڑا' چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بصراحت اس کا ذکر اور ترغیب وترہیب نے اسے نقل کیا ہے-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا ابوالعباس کیا قاتل کی توبہ قبول ہوگی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حیرت سے پوچھا تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس شخص نے پھر وہی سوال دہرایا

آپ نے فرمایا تم کیا کہہ رہے ہو؟ یہ آپ نے دو یا تین مرتبہ کہا پھر آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے:

((يَأْتِي الْمَقْتُوْلُ مُتَعَلِّقًا رَأْسَهُ بِإِحْدَى يَدَيْهِ مُتَلَبِّبًا قَاتِلَهُ بِالْيَدِ الْأُخْرَى تَشْخَبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا حَتَّى يَأْتِيْ بِهِ الْعَرْش فَيَقُوْلُ الْمَقْتُوْلُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا قَتَلَنِيْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْقَاتِلِ تَعِسْتَ وَيُذْهَبُ إِلَى النَّارِ))

”مقتول (قیامت کے دن) اس طرح آئے گا کہ ایک ہاتھ میں اپنا (کٹا ہوا) سر لٹکائے ہوگا اور دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کا گریبان پکڑے ہوگا اور اس کی شہ رگ سے خون ابل رہا ہوگا- اسی حال میں وہ قاتل کو عرش کے پاس لے جائے گا اور کہے گا رب العالمین یہی وہ ہے جس نے مجھے قتل کیا- اللہ رب العزت قاتل سے کہیں گے تو ہلاک ہوا- پھر اسے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا-“

اس حدیث کو ترمذی نے نقل کیا اور اس کو حسن کہا- نیز طبرانی نے اوسط میں اس کو روایت کیا- اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں- الفاظ بھی انہی کے ہیں-

اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا يُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا))

”جس نے کسی معاہد (کسی ایسے کتابی) کو مار ڈالا (جس کے ساتھ حکومت

وقت کا جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہو چکا ہو) وہ بہشت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا حالانکہ بہشت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت تک پہنچتی ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے نقل کیا۔ الفاظ انہی کے ہیں اور نسائی نے بھی اس کو روایت کیا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

((مَنْ قَتَلَ قَتِيْلاً مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ))

"جس نے کسی ذمی کو قتل کیا"

لہٰذا غور کرنا چاہئے کہ جب کسی اہل کتاب معاہد کے قتل پر اتنی سخت وعید آئی ہے تو اس کلمہ گو کے قتل کا انجام کیا ہوگا جو اس بات کی شہادت دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں جب کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بھی ان تین حالتوں کو چھوڑ کر جن حالتوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے' کسی بھی حالت میں کسی کلمہ گو کے قتل کو سختی سے منع کیا ہے۔

غرض ڈر اور خوف پر مبنی ان آیتوں' متعدد روایتوں اور مسلم اور غیر مسلم دانشوروں کے متفقہ فیصلوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ناحق خوں ریزی بدترین جرم اور حد سے زیادہ ذلیل حرکت ہے' اور اس جرم کا ارتکاب کوئی ایسا ہی انسان کر سکتا ہے جس کے اندر ذرہ برابر ایمان نہیں' جو عقل سے کوسوں دور ہو' یا وہ کوئی انسان نما درندہ ہو' ورنہ یہ حقیقت ہے کہ جس کے اندر ایمان کی ذرہ برابر رمق ہوگی اور جسے عقل چھو کر بھی گزری ہوگی' وہ اپنے کسی دینی بھائی یا بنی نوع انسان کو قتل نہیں کر سکتا' اس لیے لامحالہ ایسا خونی درندہ شیطان کا چیلا اور قابیل کا پیروکار ہوگا' جس نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق قتل کر دیا تھا۔ اس کے نقش قدم پر چل کر وہ بھی قتل و غارت گری کا پیشہ اختیار کرے گا۔ اس قصے کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے قرآن پاک کہتا ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْأَةَ أَخِيهِ قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْأَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ﴾ (المائدہ : ۲۷-۳۱)

"اور (اے پیغمبر) تم ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کا قصہ سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناؤ' جب ان دونوں نے اللہ کی بارگاہ میں نیازیں چڑھائیں' تو ایک کی نیاز قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی۔ اس پر (قابیل نے ہابیل سے) کہا کہ یقیناً میں تجھے قتل کردوں گا۔ ہابیل نے کہا اللہ تعالیٰ صرف پرہیزگاروں کی نیاز قبول کرتا ہے' اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے مجھ پر ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھ کو قتل کرنے کے لیے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا کیونکہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں' جو سارے عالم کا پروردگار ہے' میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تو میرا اور اپنا دونوں کا گناہ سمیٹ لے اور پھر دوزخ والوں میں شامل ہو جائے' اور ظالموں کی یہی سزا ہے' اس پر بھی اس کے نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر ابھارا' چنانچہ اس نے (ہابیل کو) قتل کردیا' لٰہذا وہ نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہوگا۔ پھر اللہ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کریدنے لگا تاکہ اسے دکھادے کہ وہ

اپنے بھائی کی لاش کس طرح زمین میں چھپائے (یہ دیکھ کر قابیل نے) کہا افسوس میری حالت پر کہ میں اس کوے سے بھی بدتر ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش تو چھپا دیتا' غرض کہ وہ اپنی حالت پر پشیمان ہوا۔"

لیکن اس قدر شدید وعید کے باوجود گہرے رنج اور سخت افسوس کے ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے بیشتر ملکوں میں مسلمان مسلمان کا گلہ کاٹ رہے ہیں اور ناحق ایک دوسرے کا خون بہاتے ہیں' چنانچہ مسلم ملکوں کے درمیان خوں ریز جنگوں کی خبریں ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے آئے دن نشر ہوتی رہتی ہیں۔ کہیں مملکت اور رعیت کے درمیان جنگ ہے تو کہیں عوام آپس میں لڑ رہے ہیں' اور پھر آسمانی کتاب اور شریعت الٰہیہ کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے۔ بلکہ انسانی دستور کو بھی پس پشت ڈال کر وہاں تمام تر جنگل کے قانون کی عمل داری ہوتی ہے' اور اس طرح ان مجرمانہ جرائم کی آڑ میں بے گناہ بچوں اور معصوم عورتوں کی جانیں جاتی ہیں' گھر برباد' خاندان ویران' بستیاں تاراج اور ملک بدامنی کا شکار ہوتا ہے' اور ستم بالائے ستم یہ کہ جب مملکت اور رعیت کے درمیان اختلاف کی خلیج دراز ہوتی ہے تو ایسا محض حکام کے چشم وابرو پر اور ان کی خوشنودی کے لیے کیا جاتا ہے تاکہ دیگر رہنماؤں اور حاکموں پر ان کا تسلط مضبوط سے مضبوط تر ہو' اور اگر ایسے شر پسند دولت مند ہوں تو دوسروں کے اقتدار اور حکومت پر قبضہ جمانے کے لیے ایسے اوچھے ہتھکنڈوں کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور خونیں انقلاب کے لیے فضا سازگار ہو جاتی ہے' اور پھر عقل و شعور اور قوانین واخلاق کی دھجیاں اڑا دی جاتی ہیں۔

آخر وہ مبارک وقت اور نیک ساعت کب آئے گی جب مسلم عوام اس

ننگ وعار اور ظلم وزیادتی سے اجتناب کریں گے؟ کیا انھیں نہیں معلوم کہ کل اللہ تعالیٰ ان کی رعیت کے بابت ان سے بازپرس کرے گا' پھر بندوں کو اس کے حضور کھڑے ہو کر ساری زیادتی اور برے ارادوں کی جواب دہی کرنی ہوگی' اور پھر انھیں دنیا کے ان سرکش انسانوں اور ان کے انجام پر بھی غور کرنا چاہیے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکموں سے روگردانی کی اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے جنھوں نے مسلم علما اور دانشوروں کو موت کے گھاٹ اتارا' سرگرم اور متحرک دینی رضاکاروں کو تہہ تیغ کیا' لیکن پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ کیا وہ نیک نام رہے یا بدنامی' لعنت اور پھٹکار ان کا مقدر بنی؟ کیا ان مجرموں کو اس دن کا ذرا بھی ڈر نہیں؟ جس کے متعلق قرآن کہتا ہے:

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾

(مومن : ۵۲)

''اس دن ظالموں کا عذر انھیں کچھ فائدہ نہیں دے گا اور ان پر لعنت ہوگی اور ان کے لیے برا ٹھکانا ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ﴾ (ابراهيم : ٤٢)

''ایسا خیال نہ کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں اللہ ان سے بے خبر ہے۔ وہ ان کو ایسے دن تک مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں دہشت کے سبب سے کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔''

❋ ❋ ❋

قتل اور نسل کشی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

﴿اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَاللّٰہِ؟ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَكَ. قَالَ ثُمَّ اَیُّ؟ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ یُّطْعِمَ مَعَكَ. قَالَ ثُمَّ اَیُّ؟ قَالَ اَنْ تَزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ. فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِیْقًا وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ وَلَایَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَایَزْنُوْنَ' وَمَنْ یَّفْعَلْ ذَالِكَ یَلْقَ اَثَامًا﴾ (الفرقان : ٦٨)

''سب سے بڑا گناہ خدا کے نزدیک کون سا ہے؟ فرمایا تو کسی کو خدا کا ہم سر ٹھہرائے' حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے- عرض کیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا اولاد کو اس خیال سے قتل کر دینا کہ وہ تیرے کھانے میں شریک ہو جائے گی- عرض کیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا- حضور کے اسی فرمان کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی-والذین یدعون مع اللہ''

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خود رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ سوال کیا تھا ان دونوں روایتوں کو مسلم نے نقل کیا-

جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ یقیناً زمانہ جاہلیت کے ماحول سے واقف تھے - آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس سماج میں مشرکانہ عقائد انتہا درجے کی بداخلاقی اور غلط رسم ورواج کو عروج حاصل ہے' یہاں قدم قدم پر بندہ اللہ سے دور اور شیطان سے نزدیک ہو جاتا ہے- ایسے نازک دور میں یہ اللہ کا بے پایاں احسان تھا کہ اس نے انھیں اسلام سے مشرف کیا' نبی ﷺ کی اتباع کی انھیں توفیق بخشی یہی وجہ تھی کہ تمام صحابہ دین حنیف کو سیکھنے' سمجھنے کی زبردست آرزو رکھتے تھے اور قوانین الٰہی کی بصیرت کے حصول اور تحقیق و جستجو کے لیے بے چین رہا کرتے تھے-

چنانچہ یہی عظیم المرتبت صحابی رسول اللہ ﷺ سے اکثر استفسار کیا کرتے تھے' من جملہ ان سوالوں کے ایک سوال یہ بھی ہوتا تھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد تین باتوں پر مشتمل تھا-

پہلی بات یہ کہ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَكَ--- "ند" ضد اور مثل کو کہتے ہیں' یعنی تم کسی کو اللہ کا مشابہ اور اس کا ایسا ہم سر مت ٹھہراؤ جس کی پوری یا جزوی طور پر بندگی کی جائے یہ سب سے بھاری گناہ ہے' کیونکہ آخر باری تعالیٰ ہی کی وہ ذات ہے جس نے ہمیں عدم سے وجود بخشا اور بے شمار نعمتوں سے نوازا- پھر بندگی کا اصل حق دار وہ ہو گا یا کوئی اور؟ آخر وہی تو ہے جس نے پانی کے ناپاک قطرے سے تمھیں پیدا کیا ہے ایک محفوظ جگہ رکھ کر تمھاری نگہداشت کی' پھر تمھیں مختلف منزلوں سے اس طرح گزارا کہ بالآخر ایک دن تم نے اس دنیا میں آکر آنکھیں کھولیں- اس وقت تم ننھے منے بچے تھے- تم میں معمولی سمجھ بھی

نہیں تھی، نہ کچھ کر سکتے تھے- اسی ذات واحد نے تمھارے ماں باپ کے دلوں میں شفقت اور محبت ڈالی اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے تمھاری بہتر پرورش کی، ہر ہر خدمت انجام دی اور تمھیں اچھی تربیت دی- پھر رفتہ رفتہ اللہ نے ایک حالت سے دوسری حالت میں تمھیں اس طرح منتقل کیا کہ تم نے کامل انسان کا روپ پایا- ایڑی چوٹی تک اس نے تمھیں ان گنت نعمتوں سے نوازا- سماعت، بصارت، فہم و فراست، علم و معرفت، قدرت و صلاحیت اور مال و دولت غرض لامتناہی اور بے شمار نعمتوں سے تمھیں سر سے پیر تک ڈھانک دیا-

چنانچہ اس کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾

(ابراھیم: ٣٤)

"اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہ سکو گے- بلاشبہ انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے-"

پھر چاروں طرف سے ان نعمتوں اور رعنائیوں کے اندر گھرے ہونے کے باوجود تمھیں یہ زیب نہ دے گا کہ خدا کی کسی بھی مخلوق، کسی بت، یا کسی ولی، یا نبی کی طرف رخ کرو- ان کی جانب متوجہ ہو کر ان سے نفع یا نقصان طلب کرو، بیماری سے شفایابی، کسی ضرورت سے حاجت بر آری، یا کوئی ایسی مراد ان سے مانگو جسے اللہ کے سوا کوئی پوری نہ کر سکے- اس میں شک نہیں کہ عقل سلیم اور فطرت مستقیم یہی فیصلہ صادر کرتی ہے کہ اپنے محسن کے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہئے، اور منعم حقیقی یعنی ذات باری کے احسانات کی سچی شکر گزاری یہ ہے کہ کامل اسی کی بندگی کی جائے اور سارے اعمال خالص اسی کے لیے کیے جائیں- آخر یہ بھی

کیسی عجیب ستم ظریفی ہوگی کہ تم پر احسان زید کرے اور شکر بکر اور خالد کا ادا کرو' جنھوں نے ذرہ برابر بھی تم پر احسان نہیں کیا کیا کوئی عقل سلیم اس قسم کے کسی اقدام کو کبھی درست قرار دے گی؟

شرک بدترین اور بھیانک جرم ہے۔ اس کا یہی ایک ثبوت کافی ہے کہ اللہ رب العزت نے یہ کہہ کر شرک کرنے والوں کو ڈرایا دھمکایا کہ

﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ (المائدة : ۷۲)

''بلاشبہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے گا' اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النساء : ٤٨)

''بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کرے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور ہاں اس کے سوا جس کو چاہے بخش دے۔''

صحیح حدیث شریف میں ہے:

((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ' وَكَرَّرَهٗ ثَلَاثًا حَتّٰى قَالَ بَعْضُ الصَّحَابَةِ لَيْتَهٗ سَكَتَ))

''کیا میں تمھیں سب سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا‘ ماں باپ کی نافرمانی کرنا‘ اور جھوٹی گواہی دینا۔ اس کو آپ نے تین بار اس طرح دہرایا کہ بعض صحابہ کہنے لگے کاش آپ خاموش ہو جاتے (تو اچھا ہوتا)

شرک کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کو پکارا جائے اور اس کی بندگی کے ساتھ ساتھ غیروں کی بھی بندگی اور پرستش کی جائے۔ عبادت ایک جامع لفظ ہے جس کے اندر کامل طور پر وہ اعمال اور اقوال شامل ہیں جو صرف اللہ رب العزت کے لیے مخصوص اور پسندیدہ ہیں‘ جیسے نماز‘ روزہ‘ حج‘ نذر‘ قسم‘ فریاد‘ خوف وخشیت‘ توجہ اور انابت اور قربانی اور وہ تمام اعمال جو عبادت کے نام سے مشہور ہیں۔ عبادت اور بندگی کے ان کاموں کی بابت بندوں کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ انھیں صرف اللہ کے لیے کریں اور ان کی انجام دہی میں اللہ کے ساتھ کسی پیر فقیر ولی بزرگ شجر حجر غار یا۔تھان ہی نہیں بلکہ کسی مقرب فرشتے یا رسول کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں۔

عقل وفہم کی رو سے شرک کی اس قیامت خیز تباہی اور قباحت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (الزمر : ٦٥)

”اور تمھاری طرف اور ان پیغمبروں کی طرف جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں‘ یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ تم نے نے شرک کیا تو تمھارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔“

واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاے کرام شرک تو رہا درکنار' معمولی گناہوں سے بھی یکسر مبرا اور پاک صاف ہیں- ہاں اتنا ضرور ہے کہ پہلے پہل خطاب پیغمبر علیہ السلام سے ہوا' جب کہ اصل مخاطب ساری امت اور تمام انسان ہیں-

شرک کی دو قسمیں ہیں:

(۱) شرک اصغر (۲) شرک اکبر

(۱) شرک اصغر کے ارتکاب سے اگرچہ انسان ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا مگر اس کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے جیسے ریاکاری اور غیر اللہ کی قسمیں کھانا وغیرہ بشرطیکہ جیسی اللہ کی تعظیم مقصود ہے' غیر اللہ کی ایسی تعظیم مقصود نہ ہو- اسی طرح واو شرکیہ کے ساتھ اس قسم کا جملہ کہنا کہ ماشاء اللہ وماشاء فلاں (جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے) تو یہ بھی شرک ہے-

(۲) اس کے بالمقابل شرک اکبر کے ارتکاب کی صورت میں بندہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مشرکین کی صف میں جا پہنچتا ہے اور یہ ایسے کام ہیں جیسے غیر اللہ کے لیے نمازیں پڑھنا' خالص بندگی کی نیت سے خانہ کعبہ کی طرح کسی استھان کے پھیرے لگانا اور پیر' پیغمبر یا کسی بھی مخلوق کے لیے نذریں ماننا- یہ اور اس قسم کے کاموں کا شمار شرک اکبر میں ہوتا ہے' جن کا مرتکب ملت اسلامیہ کے دائرے سے نکل جاتا ہے- لیکن یہ بھی واضح رہے کہ اس نوع کی حرکتوں کی بابت جب تک کھل کر شرک اکبر ہونے کا ثبوت نہ میسر آجائے' ایسے شخص کو فوری طور پر کافر نہیں کہا جائے گا- یہ اس لیے کہ لوگوں میں جہالت عام ہو چکی ہے- دوسری طرف مسلم معاشرے میں مفید شرعی علوم کا سلسلہ روز بروز ماند پڑتا جا رہا

ہے' خاص طور پر علم توحید سے واقفیت کم سے کم تر ہوتی جارہی ہے اور علم کے کچھ مدعی روزمرہ شرک کی دلدل میں ڈوبتے جارہے ہیں اور انھوں نے یہ وتیرہ اختیار کررکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے بجائے نبی' ولی یا پیروں فقیروں کے چکر میں پڑکر ان کی پرستش اور بندگی کیے جارہے ہیں اس پر طرہ یہ کہ اس جہالت کی حوصلہ افزائی بعض ایسے پڑھے لکھے جاہل کررہے ہیں جنھوں نے صالحین کی محبت اور اولیاء اللہ کی عقیدت پر فریب لبادہ اوڑھ رکھا ہے (اے اللہ اپنے بندوں کو بس تو ہی سیدھی راہ دکھا)

علماے کرام کی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت اور اس کی توحید کو بندوں میں عام کریں' ان کی وحدت کے گن گائیں اور شرک کی اعلانیہ مذمت کریں۔ اس کی گندگی کو ثابت کریں' بدعات اور ہر نئے رسم ورواج سے لوگوں کو آگاہ کریں' اور اگر لوگوں نے ایسا نہیں کیا تو اس ارشاد باری کے مطابق ان کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوگا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَابَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ اُولٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ' اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَ بَيَّنُوْا فَاُولٰئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (البقرہ : ١٦٠)

''جو لوگ ان کی کھلی نشانیوں اور ہدایت کی باتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں چھپاتے ہیں' باوجودیکہ ہم نے لوگوں کو سمجھانے کے لیے ان باتوں کو کتاب میں صاف صاف بیان کردیا ہے' تو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت بھیجتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں' مگر جن لوگوں نے

توبہ کی اور اپنی حالت کی اصلاح کرلی اور احکام حق کو صاف صاف بیان کردیا تو میں ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرلیتا ہوں' اور میں بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔"

دوسری بات یہ کہ آپ نے فرمایا "اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ" اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے بعد قتل کرنا بدترین گناہ ہے۔ ناحق قتل کے خلاف قرآن حکیم میں کتنی آیتیں وارد ہیں' جن میں جہنم کے شدید عذاب سے بھی صاف صاف ڈرایا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلاَّ بِالْحَقِّ وَلَايَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذَالِكَ يَلْقَ اَثَامًا' يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا﴾ (الفرقان : ٦٨)

"اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے اور جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے' مگر حق پر اور جو بدکاری نہیں کرتے' اور جو ایسے کام کرے گا تو سخت سزا پائے گا' قیامت کے دن اس کو دوگنا عذاب ہوگا اور اس عذاب میں ہمیشہ ذلیل وخوار رہے گا۔"

"يَلْقَ اَثَامًا" کی تفسیر میں چند اقوال ہیں' ایک قول یہ ہے کہ یہ جہنم کی کوئی وادی کا نام ہے' بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ آثام سزاؤں کو کہا جاتا ہے۔ ایک باہوش قاری دوسرے فقروں پر نہیں اسی ایک فقرے يَلْقَ اَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ کو سنے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ یہ کتنی بڑی وعید ہے جس سے صاحب ایمان

مسلمان کا پہلو لرزاٹھتا ہے' پرہیز گاروں کے دل ہی نہیں' پتھروں کے دل بھی لرزاٹھتے ہیں' اور خوف وخشیت سے لبریز دل کانپ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ (النساء : ۹۳)

''اور جو شخص کسی مسلمان کو عمداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس کی لعنت پڑے گی اور اللہ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

کس قدر تیز و تند اور سخت پھٹکار ہے ان مجرموں کے لیے جو ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے۔ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوگا' اس کی لعنت ان پر برستی ہوگی اور وہ اس کی رحمتوں سے دور اور اس کی شفقتوں سے مہجور ہوں گے۔ گوناگوں سزاؤں اور عذاب کے بعد کیا اب بھی کوئی کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے کے لیے اپنے قدموں کو جنبش دے گا۔ یا کسی ذمی کو موت کے گھاٹ اتارنے کے درپے ہوگا۔

قرآن پاک کی ان آیات کی طرح قتل وخون ریزی سے خوف دلانے اور ڈرانے کے لیے بکثرت احادیث بھی موجود ہیں۔ ان میں سے چند احادیث قارئین کرام کے گوش گزار کی جاتی ہیں۔ یہ حدیث پہلے گزر چکی کہ

((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ))

''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو''

ان میں ایک کسی کو ناحق مار ڈالنا ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ))

"ایک مسلمان کے ناحق قتل کے مقابلے میں ایک دنیا کو تباہ کر دینا اللہ تعالٰی کے نزدیک کہیں زیادہ آسان ہے۔"

اس روایت کو مسلم، نسائی اور ترمذی نے مرفوع اور موقوف دونوں طرح سے نقل کیا، البتہ موقوف کو ترجیح حاصل ہے۔

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس ارشاد کو نقل کیا کہ آپ نے فرمایا:

((لَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمَاءِ وَ اَهْلَ الْاَرْضِ اشْتَرَكُوا فِيْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَكَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ))

"اگر آسمان اور زمین والوں نے کسی مومن کو قتل کرنے میں مل جل کر حصہ لیا تو اللہ رب العزت منہ کے بل انھیں جہنم میں ڈالے گا۔"

اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا اور اس کو حسن غریب کہا ہے۔

یہ اور اس مضمون کی متعدد احادیث سے ناحق قتل کی حرمت کا ثبوت ملتا ہے اور اس شرمناک اور گھناؤنے جرم کے ارتکاب کی مذمت کا پتا چلتا ہے، اور جب کسی اجنبی کو مار ڈالنا اس قدر بھیانک اور کریہہ حرکت ٹھہری، یہاں تک کہ شرک، کے بعد سب سے بدتر گناہ اسی کو ٹھہرایا گیا تو سوچنا چاہئے کہ باپ کا اپنی اولاد کو قتل کرنا کتنا مہلک اور شرمناک جرم ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اس نوعیت کی بعض جاہلی رسوں، مثلاً دختر کشی اور نسلی منصوبہ بندی کی کھل کر مذمت فرمائی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ﴾ (الانعام : ۱۴۰)

''یقیناً وہ لوگ تباہ ہوئے جنھوں نے اپنی اولاد کو جہالت سے قتل کیا اور اللہ پر افترا کر کے اس کی عطا کی ہوئی روزی کو حرام ٹھہرایا- بلا شبہ وہ گمراہ ہوئے اور سیدھے راستے پر نہیں آئے-''

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ﴾

(الانعام : ۱۵۱)

''کہو کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمھارے پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں (وہ یہ) کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، کیونکہ تم کو اور ان کو ہم روزی دیتے ہیں-''

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل : ۳۱)

''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں- بے شک اولاد کا قتل کرنا (بڑا) بھاری گناہ ہے''

زمانہ جاہلیت کے بعض افراد اس لیے بھی اپنی بیٹی کو زندہ درگور کر دیتے تھے کہ کہیں آگے چل کر جنگوں میں انھیں باندیاں اور کنیزیں نہ بنایا جائے، جس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان کی پیشانی داغدار ہو جائے، اور کچھ لوگ محض فقر وفاقہ کے ڈر سے بھی نسل کشی کا ارتکاب کرتے تھے جس کی بات اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ﴾ (التکویر : ۸)

''اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور پر قتل کی گئی''

حد درجہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ جاہلیت کی یہ رسم آج خاندانی بہبود اور منصوبہ بندی کے پر فریب نعروں کے ساتھ پھر سے سر اٹھائے ہوئے ہے' چنانچہ آج بڑے دعوے سے یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ میاں بیوی 'ہم دو' ہمارے دو' پر عمل کریں اور دو یا تین سے زائد بچے پیدا نہ ہونے دیں' نہ حمل کی نوبت آنے دیں' اسی کے ساتھ ساتھ ایک دوسری سکیم یہ بھی چلائی جاتی ہے' جس کو پیدائش کے درمیان وقفہ سے تعبیر کیا جاتا ہے- اس وقفے کا مطلب یہ ہے کہ ہر دو بچوں کے درمیان کم از کم تین' چار یا پانچ سال کا لازمی فرق رکھا جائے- اس وقفے کی توجیہہ منصوبہ بند خاندان اس طرح کرتے ہیں کہ بار بار کی زچگی سے بیوی بیمار پڑ جاتی ہے لہٰذا جلد جلد حاملہ ہونا اس کے بس کا روگ نہیں' یا وہ بچوں کی تربیت اور ان کی نگہداشت پر قدرت نہیں رکھتی- اس حد تک کی اجازت پر اتفاق ہے-

منصوبہ بندی کی بعض وجوہ حکومتی یا انفرادی سطح سے تعلق رکھتی ہیں---ان کی تفصیل حسب ذیل ہے-

حکومتی سطح کی وجوہ یہ ہیں کہ حکومتوں کو یہ خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے اور پیداوار نہیں بڑھتی' اس لیے وہ خاندانی منصوبہ بندی یا عائلی تنظیم اور بہبودی کے لیے کوشاں رہتی ہیں- انھیں یہ فکر بھی ہوتی ہے کہ دس برسوں کے اندر اندر ہر طرف فاقہ کشی اور قحط سالی کا دور دورہ ہو گا اور دنیا کی اکثر آبادی اس کی لپیٹ میں آجائے گی نیز یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ ایک

طویل عرصے کے بعد وہ وقت بھی آئے گا جب گنجان آبادی کی وجہ سے انسانوں کو زمین پر پیر رکھنے کے لیے بھی جگہ نہیں مل سکے گی- حالانکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ حقائق ان تمام تر قیاس آرائیوں اور تخمینوں کو جھٹلا رہے ہیں- درحقیقت یہ غلط پروپیگنڈا سب سے پہلے ایک انگریز دانش ور مولتس نے ۱۷۹۸ء میں کیا، جس کو آج کم و بیش دو سو سال ہو رہے ہیں اور اصل واقعہ اس پروپیگنڈے کو جھٹلا رہا ہے، چنانچہ دیکھا جا سکتا ہے کہ دنیا ایسی کسی آفت کا شکار نہیں، اور غذائی اجناس اور عام پیداوار پہلے سے کہیں زیادہ مقدار میں دست یاب ہیں- اس شعبے سے متعلق اعداد وشمار کے ماہرین نے یہ بھی اندازہ کیا ہے کہ نسلی افزائش کی بہ نسبت زرعی پیداوار چار گناہ زیادہ ہے- درحقیقت یہ غلط نظریہ ایسے ذہنوں کی اپج ہے جن کا اللہ پر اور آخرت کے دن پر مطلق یقین نہیں ہے، جنھیں ہرگز یہ بھروسا نہیں کہ اللہ بندوں کا روزی رساں اور ان کا کفیل ہے، وہی اس روئے زمین کا خالق اور سارے انسانوں کا پالنہار ہے- ان کی روزی، روٹی، ان کی صلاح و فلاح اور ان کی موت و حیات کا ضامن ہے- اور یہ وہ حقائق ہیں جہاں ظن اور تخمینے کو رسائی نہیں، نہ وہاں قیاس آرائی اور توہم کا کوئی گزر ہے-

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ (هود : ٦)

''اور جو جان دار دنیا میں ہیں سب کا رزق اللہ کے ذمے ہے، ان کا مستقل ٹھکانا، عارضی مقام، دونوں وہی جانتا ہے- یہ سب کچھ کتاب مبین میں ہے-''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے۔

﴿اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ اُمِّهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ يُرْسَلُ اِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحَ وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ يُكْتَبُ رِزْقُهُ وَاَجَلُهُ وَعَمَلُهُ وَشَقِيٌّ اَوْسَعِيْدٌ﴾ (بخاری و مسلم)

"ہر انسان اپنی پیدائش کے چالیس دن ماں کے رحم میں نطفے کی شکل میں گزارتا ہے' پھر وہ جمے ہوئے خون اور گوشت کے لوتھڑے کی شکل اختیار کرتا ہے' اسی حالت میں فرشتہ اس کے پاس آکر اس کے اندر روح پھونکتا ہے اور اس کے بارے میں چار چیزوں کا اندراج کرتا ہے۔ روزی' موت' اس کی ساری کارگزاری اور یہ کہ اس کا شمار خوش نصیبوں میں ہوگا یا بد بختوں میں ہوگا۔"

انفرادی سطح پر اسلام نے دو طرح سے اس رجحان کا علاج کیا ہے۔

اول یہ کہ نسل کشی سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے' چنانچہ اوپر مذکور باری تعالیٰ کے ارشاد سے اس فعل بد کی مذمت پہلے گزری کہ

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (الانعام : ١٤٠)

"جو لوگ اپنی (مادہ) اولاد کو جہالت اور بے وقوفی سے قتل کر ڈالتے ہیں۔ یہ بڑے ٹوٹے میں ہیں"

﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ' نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل : ٣١)

"اور اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل مت کرو ہم ہی تو ان کو اور تم کو رزق دیتے ہیں ان کا قتل بہت بڑا گناہ ہے۔"

دوسرے ابتدا ہی سے ایسی تدبیروں سے منع کیا، جس سے امتناع حمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ عزل کے عنوان کے تحت مذکور ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں:

((غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَسَبَيْنَا كَرَائِمَ الْعَرَبِ فَطَالَتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَرَغِبْنَا فِي الْفِدَاءِ فَأَرَدْنَا أَنْ نَسْتَمْتِعَ وَنَعْزِلَ فَقُلْنَا نَفْعَلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا لَا نَسْأَلُهُ فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ خَلْقَ نَسَمَةٍ هِيَ كَائِنَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَتَكُوْنُ))

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب غزوہ بنو مصطلق پر گئے اور عرب کی شریف عورتوں کو قیدی بنایا۔ عورتوں سے علیحدگی کو مدت دراز ہو گئی تھی، لیکن ان (باندیوں) کی قیمت کی بھی ہم کو خواہش تھی۔ ہم ان سے لذت یاب ہونا چاہتے تھے، مگر عزل کرتے تھے، چنانچہ ہم یہ کرتے تھے رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود تھے۔ ہم نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اگر ایسا نہیں کرو گے، تب بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ جس روح کا پیدا ہونا قیامت تک اللہ نے مقرر کر دیا ہے، وہ ضرور پیدا ہو گی۔"

ایک روایت میں ہے تاقیامت جن کی خلقت ہونے والی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان سب کو قلم بند کر لیا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے تم ضرور ایسا کرتے ہو، تم ضرور

ایسا کرتے ہو‘ تم ضرور ایسا کرتے ہو‘ مگر جو روح قیامت تک پیدا ہونے والی ہے‘ وہ تو ضرور پیدا ہو کر رہے گی- ایک اور روایت میں ہے اگر تم ایسا نہ کرو گے تو کوئی حرج نہیں ہے‘ کیونکہ یہ تو حکم الٰہی ہے- ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے‘ یہ لفظ قریب قریب نہی ہے- حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں‘ بخدا الکتا ہے اللہ نے جیسے تنبیہ کردی ہے-

حضرت جدامہ بنت وہب (حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہما کی بہن) فرماتی ہیں-

((حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اُنَاسٍ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰی عَنِ الْغِیْلَةِ فَنَظَرْتُ فِی الرُّوْمِ وَ فَارِس فَاِذَا هُمْ یُغِیْلُوْنَ اَوْلَادَهُمْ فَلَا یَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ شَیْئًا فَسَاَلُوْهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ ذَاكَ الْوَاْدُ الْخَفِیُّ))

”میں کچھ آدمیوں کے ساتھ خدمت گرامی میں حاضر ہوئی“ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے‘ میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ دودھ پلانے کے زمانے میں عورتوں سے قربت کرنے سے منع کردوں‘ مگر پھر میں نے دیکھا کہ روم اور فارس والے حالت رضاعت میں عورتوں سے قربت کرتے ہیں اور ان کو کچھ ضرر نہیں ہوتا (اس لیے منع نہیں کیا) اس کے بعد لوگوں نے حضور ﷺ سے عزل کے متعلق دریافت کیا- فرمایا یہ تو درپردہ زندہ درگور کرنا ہے-“

عبید اللہ مقری سے جو روایت مروی ہے‘ اس میں یہ اضافہ بھی ہے-

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ﴾

ان احادیث سے ہمیں عزل کی ممانعت کا پتا چلتا ہے‘ کیونکہ اس کا مقصد امتناع حمل ہے‘ اور عزل اس کے بے مقصد ہے اس لیے کہ اللہ نے جو لکھ دیا ہے

وہ ہو کر رہے گا- ایک حدیث شریف میں ہے کہ تا قیامت جس قدر روحیں ہونے والی ہیں' وہ پیدا ہو کر رہیں گی-

پھر تمام منی سے بچہ نہیں پیدا ہوتا' بلکہ ایک چھوٹے مہین قطرے سے اس کی خلقت ہوتی ہے' جس کے اندر ہارمون موجود ہوتا ہے' اور اگر کوئی یوں کہے کہ عزل کی اباحت میں حدیثیں وارد ہیں جیسے مسلم کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں ہے کہ ہم عزل کرتے تھے اور قرآن اتر رہا تھا-

حضرت سفیان رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی چیز سے ممانعت مقصود ہوتی تو قرآن پاک ہمیں ضرور منع کر دیتا- تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری بیان کردہ مسلم کی روایت اور جدامہ کی روایت ان دونوں روایتوں سے تحریم کا ثبوت ملتا ہے' اور پہلے سے اباحت تھی' لہٰذا اب یہ تحریم اس اباحت کو منسوخ کر دے گی-

اگر نسخ نہ بھی ہوا تو ایک دوسرے پہلو سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلم کی حدیث سے ممانعت نکلتی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اباحت---اور ممانعت' اباحت پر مقدم ہے- اس لحاظ سے ہم نے جو عرض کیا وہی درست ثابت ہوا-

رہے علمائے کرام تو اباحت' کراہت اور تحریم کی بارے میں ان کے مختلف اقوال ہیں-

صائب کا قول یہی ہے کہ یہ فعل حرام ہے' سوائے اس کے کہ زوجہ یا آقا کی اجازت حاصل ہو' یہی امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک ہے-

❋ ❋ ❋

خود کشی کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَاتَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا﴾ (النساء: ۳۰)

''اور اپنے بھائیوں کو قتل مت کرو بے شک اللہ تمھارے حال پر مہربان ہے۔ یاد رکھو جو زیادتی اور ظلم سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسان بات ہے۔''

اسلامی ملکوں خصوصا خلیج کے علاقوں میں شاذ و نادر خود کشی کا کوئی اکا دکا واقعہ پیش آتا تھا' کیونکہ الحمد للہ یہاں بسنے والوں کا ایمان قوی تھا' دین حنیف سے ان کا ربط استوار تھا' وہی دین حنیف جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا اور یہی وہ دین مبین ہے جو بندوں کی جان و مال' عزت و آبرو' ان کے حسب نسب اور ان کی فہم و دانش کا ضامن اور محافظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کفر اور گناہوں کی بہتات کے نتیجے میں جو بد عادتیں اور اخلاقی گراوٹ غیر قوموں میں رچ بس گئی ہیں' ان علاقوں میں بسنے والے مسلمانوں کے دلوں میں سرایت نہیں کر سکتیں اور ہمارے

یہ ممالک ان گمراہ کن نظریات اور عادات بد سے محفوظ تھے۔

لیکن یورپین سامراج اور مغربی استعمار کا برا ہو' جس نے مسلم ملکوں پر اپنا تسلط جما لینے کے بعد پوری شدت سے یہ تہیہ کرلیا کہ اس دین کی جڑوں اور اس کی بنیاد کو ان علاقوں سے اکھاڑ پھینکے یا کم سے کم مسلمانوں کے نفوس سے اس کی عقیدت کو کمزور کردے' چنانچہ اسی ناپاک منصوبے کے ساتھ استعمار نے ان ملکوں کو پراگندہ افکار اور ناپاک خصلتوں کی سوغات بھیجی' جس کی الم ناکیوں سے مسلم سماج کراہ اٹھا۔ عہد حاضر کی انہی گندگیوں میں سے ایک گھناؤنی حرکت خودکشی بھی ہے' جس کا ان دنوں بکثرت شکار بدقسمتی سے مسلم ممالک بھی ہوئے' اور یہ بیماری ہمارے علاقوں میں بھی در آئی۔

اس میں شک نہیں کہ کسی کو ناحق جان سے مار ڈالنا شرک کے بعد ایک بدترین اور ذلت آمیز گناہ ہے' اور جب تمام مذاہب کے ماننے والوں' ان کے دانشوروں اور ان کے ماہرین کے نقطہ نظر سے کسی دوسرے کو جان سے مار ڈالنا حرام ٹھہرا تو اس سے ثابت ہوا کہ کسی انسان کا خود اپنے آپ کو مار ڈالنا کتنا بڑا حرام کام اور کیسی گھناؤنی حرکت ہوگی' اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کی مذموم حرکت وہی کرے گا جس کا دامن ایمان کی پونجی اور عقل و ہوش کی دولت سے خالی ہوگا' یا اللہ پر اس کا ایمان کتنا کمزور ہوگا کہ اس نوع کے فعل بد کے ارتکاب سے اس کا ضمیر اسے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہوگا' اور جہاں اس کی بے ایمانی' بدحواسی اور نادانی اسے خودکشی کے لیے آمادہ کرتی ہوگی' وہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس شخص کی نظروں میں زندگی اور اس کی نعمتوں کی کوئی قدر نہیں' حالانکہ ایمان و یقین کی دولت اور اسلام کے اس لازوال سرمائے کے بعد کسی

انسان کے حق میں اس کی زندگی نعمت 'قدرت کا زریں اور عظیم ترین عطیہ ہوتی ہے اور کوئی خود کشی کرنے والا اپنے اس فعل بد کے جواز کے لیے خواہ کتنی ہی گنجائش اور حیلے کیوں نہ تلاش کر لے اس کا یہ اقدام کسی صورت بجا ثابت نہیں ہو سکے گا۔ نہ کوئی ایسی حجت اور دلیل وہ پیش کر سکے گا جس سے قدرت کے انتقام اور عذاب الٰہی سے وہ اپنے کو بچا سکے 'یہی وہ عذاب ہے جو مذکورہ بالا آیت اور متعدد روایات میں درج ہے۔

اس قبیل کے حیلے اور ہتھکنڈے جو تمام تر ایمان کی کمزوری 'اس کے فقدان یا شیطانی مکر کا نتیجہ ہیں 'حسب ذیل ہیں۔ مثلاً کسی نے اس لیے خود کشی کی کہ:

○--- وہ امتحان میں ناکام ہو گیا۔

○--- یا وہ گھڑ دوڑ 'او نٹنی یا کشتی کی دوڑ میں ہار گیا اور اس کا کوئی حریف اس سے بازی لے گیا 'اسے یہ برداشت نہیں ہو سکا کہ کہنے والے یوں کہیں کہ فلاں امتحان میں فعل ہو گیا یا فلاں شخص دوڑ میں جیت گیا اور فلاں ہار گیا 'اس بنا پر مجبوراً اس نے خود کشی کر لی۔

○--- یا وہ شخص قرض کے بوجھ تلے دب گیا اور ادائیگی کے لیے اس کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔

○--- اس کا لخت جگر 'اس کی محبوبہ 'اس کا عزیز دوست 'اس کا پسندیدہ لیڈر 'یا اس کا کوئی چہیتا گلوکار مر گیا 'جس کا صدمہ اس سے برداشت نہ ہو سکا اور اس نے خود کشی کر لی 'یا اس کے اپنے بال بچوں کی گزر بسر کے لیے اسے کوئی مناسب روزگار دستیاب نہیں تھا 'چنانچہ اس سے رہا نہیں گیا 'اور اس نے خود کشی کر لی۔

دوسری طرف اس کے اندر اتنی بھی قوت ایمانی نہیں تھی جو اس جان لیوا جرم سے اس کو باز رکھ سکے، ورنہ سچ تو یہ ہے کہ اگر اسے اتنا ایمان نصیب ہوتا جس سے اس کے دل میں یہ یقین پیدا ہوتا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ اور قضا و قدر پر منحصر ہے، اور اگر اس سال وہ امتحان میں فیل ہو گیا ہے تو خدا نے چاہا تو آئندہ سال یا اگلی مرتبہ وہ ضرور کامیاب ہو گا، اور اگر دوڑ میں اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، تو ہو سکتا ہے کہ اگلی بار وہ خود کامیاب ہو جائے، اور اگر اس پر بھاری قرض ہے اور ادائیگی کی صورت نظر نہیں آتی تو کیا ہوا، اللہ پر ایمان اور اس کی ذات واحد پر یقین اسے یاد دلائے گا کہ دنیا کی کوئی عدالت ایسے کسی نادار کے خلاف ڈگری نہیں دے سکے گی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ﴾ (البقرہ: ۲۸۰)

''اور اگر قرض دار تنگ دست ہو تو فراخی حاصل ہونے تک اس کو مہلت دو۔''

پھر اس صورت میں قرض خواہ کو بھی صبر سے کام لینا چاہئے جب کہ قرض دار کا قرض ہے کہ وہ کمانے کی کوشش کرے تاکہ خود کفیل ہو اور اپنی اور اپنے بچوں کی کفالت کر سکے اور قرض کا بوجھ اپنی گردن سے اتار سکے، اور اگر کسی عزیز، قریبی یا رشتہ دار کی موت اس کے لیے خودکشی کی محرک بن رہی ہے تو اس کو اچھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایک نہ ایک دن ہر کسی کو مرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

''ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے''

پھر جس کی موت پر وہ خود مرنے جا رہا ہے اگر وہ ہفت اقلیم کا مالک تھا یا کسی ایک

خطے کا نہیں بلکہ ایک دنیا کا حکمران تھا تب بھی اس کا مقام نبیوں اور رسولوں سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا نہ گزشتہ سلاطین سے وہ بالاتر ہو گا' جب کہ افضل خلائق اور سب سے برگزیدہ پیغمبر کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ (آل عمران: ۱٤٤)

"اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے ایک رسول ہیں' ان کے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گزر چکے ہیں' اگر ان کا انتقال ہو جائے یا وہ شہید ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھر جاؤ گے' اور جو الٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھر جائے تو وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کر سکے گا' اور اللہ شکر کرنے والوں کو بڑا ثواب دے گا۔"

نیز اس کو یہ بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ شادی غمی اور دکھ سکھ کا دوسرا نام زندگی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

فلا خوف یدوم ولاسرور ولاباس علیك ولادخاء

"نہ غم کو دوام' نہ کوئی خوشی ہمیشہ رہے گی' نہ سدا تنگی رہے گی' نہ تم ہمیشہ آسودہ حال رہو گے۔

فَلَا تَجْزَعْ لِحَادِثَةِ اللَّيَالِيْ فَمَا لِحَوَادِثِ الدُّنْيَا بَقَاءِ

"لہٰذا شب و روز کے حوادث پر آنسو مت بہاؤ' اس لیے کہ دنیا کے حوادث بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے"

ایک اور شاعر کہتا ہے ؎

طَبَعْتُ عَلٰی كَدْرٍوانت ريلها صَفُوْا مِنَ الْاَقْذَاءِ وَالْاَكْدَارِ

"پراگندگی تمہاری سرشت میں داخل ہو چکی ہے اور تم ہو کہ آلودگی اور گندگی سے صفائی چاہتے ہو"

ایک مسلمان کی شان یہی ہے کہ وہ ہر بلا اور مصیبت پر صبر کرے' نعمت اور انعام پر خدا کا شکر ادا کرے' انہونی یا ناگہانی مصیبت پر رو دھو کر ہمت نہ ہارے اور نہ مال' اولاد' حسب نسب' اور کنبہ قبیلہ کی بڑائی یا فراوانی پر کبر و نخوت میں مبتلا ہو' اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے۔

((عَنْ اَبِیْ یَحْیٰی صُهَیْبِ بْنِ سِنَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَیْرٌ وَلَیْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِیْنَ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَیْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَیْرًا لَّهٗ)) (مسلم)

"حضرت ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کا کوئی کام خیر و برکت سے خالی نہیں' اور مومنوں کے علاوہ کسی اور کو یہ سعادت میسر بھی نہیں (مثال کے طور پر یہی کہ) اگر اسے کوئی مسرت نصیب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوتا ہے' یہ اس کے حق میں خیر کا باعث ہوتا ہے۔ اور اگر ناگہانی مضرت پہنچتی ہے تب بھی صبر کرتا ہے' یہ بھی اس کے حق میں خیر ہی ہوتا ہے۔"

نیز مصیبت پر صبر کرنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر : ١٠)

"جو لوگ صبر کرنے والے ہیں' بلاشبہ ان کو ان کا ثواب بے حساب ملے گا۔"

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ﴾

(محمد : ۱۰)

"اور ضرور ہم تمھاری آزمائش کریں گے تاکہ تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو معلوم کریں"

مختصر یہ کہ ہر قسم کی اذیتوں اور تکلیفوں سے نجات کے لیے خدا پر ایمان بہت بڑی آڑ اور زبردست رکاوٹ ہے' اور خودکشی جیسی بدترین اور گھناؤنی حرکت کا مرتکب کوئی ایسا ہی شخص ہی ہو گا جو ایمان کی دولت اور یقین کے سرمائے سے عاری ہو گا' یاس کے اندر رائی کے برابر بھی عقل نہیں ہو گی۔

وعدے کے مطابق ذیل میں آیت بالا ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ﴾ اور بعض ان احادیث کی مختصر وضاحت درج کی جاتی ہے' جن کا تعلق خودکشی کے عنوان سے ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ مذکورہ بالا آیت سے صراحت کے ساتھ خودکشی کی ممانعت کا ثبوت ملتا ہے[1] اس لیے کہ امام ابوداؤد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عمرو

---

[1] اور رہی وہ تفسیر جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جیسا کہ واحدی نے نقل کیا کہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو قتل نہ کرے' کیونکہ ہم مذہب ہونے کی وجہ سے تم سب یک جان دو قالب ہو' تو یہ تفسیر ہماری بیان کردہ خودکشی کی بابت تفسیر کے منافی نہیں' اس لیے کہ جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا جب ہم سے ایک کا دوسرے کو مار ڈالنا حرام ٹھہرا تو کسی انسان کا اپنے آپ کو مار ڈالنا بدرجہ اولیٰ حرام ہو گا۔

بن عاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا:

((اِحْتَلَمْتُ فِیْ لَیْلَةٍ بَارِدَةٍ وَاَنَا فِیْ غَزْوَةِ السَّلَاسِلِ فَاَشْفَقْتُ اِنِ اغْتَسَلْتُ اِنْ اُهْلِكَ فَتَیَمَّمْتُ فَصَلَّیْتُ بِاَصْحَابِیْ الصُّبْحَ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَاعَمْرُو! صَلَّیْتَ بِاَصْحَابِكَ وَاَنْتَ جُنُبٌ فَاَخْبَرْتُهُ الَّذِیْ مَنَعَنِیْ مِنَ الْاِغْتِسَالِ فَقُلْتُ اِنِّیْ سَمِعْتُ اللّٰهَ یَقُوْلُ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا' فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا))

"غزوہ ذات السلاسل کے موقعہ پر ایک سرد رات کو مجھے احتلام ہو گیا' میں ڈرا کہ غسل کروں گا تو ہلاک نہ ہو جاؤں' چنانچہ میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز بھی پڑھا دی۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا عمر! (رضی اللہ عنہ) تم نے جنابت میں ہی ساتھیوں کو نماز بھی پڑھا دی؟ میں نے غسل سے جو رکاوٹ مجھے درپیش تھی آپ کے گوش گزار کر دی' اور یہ بھی عرض کر دیا کہ میں نے اللہ پاک کو سنا وہ فرماتا ہے' وَلَاتَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ.... الخ نبی کریم ﷺ نے جب یہ سنا تو ہنس پڑے اور پھر کچھ نہیں کہا۔

پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر بھی غور کرنا چاہئے کہ ﴿وَمَنْ یَّفْعَلْ ذَالِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا[1]﴾ یعنی سورہ کے کے آغاز سے اس مقام تک جو موضوع درپیش ہے' اس کا خاص طور پر خودکشی کا جس نے ارتکاب کیا "فسوف نصلیه نارا" ایسے شخص کو

---

[1] اس وعید کے اندر سرکشی اور ظلم کی قید اس لیے عائد کی تاکہ بھول چوک' غلطی اور نادانی کی صورتیں الگ ہو جائیں کہ ان وجوہ کی بنا پر وہ معذور ہو گا۔

ہم جہنم رسید کریں گے اور دوزخ اس کے لیے بدترین ٹھکانا ہوگا' اس سب کے بعد بھی کوئی مومن اگر اس قسم کی گھناؤنی حرکت کا ارتکاب کرے تو اس کی پھٹکار کے لیے تنہا یہی ایک آیت کافی ہے۔

نیز ایسی احادیث بھی بکثرت وارد ہیں جن میں خودکشی کی بابت وعید آئی ہے۔ اس سلسلے کی چند روایتیں ذیل میں درج ہیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسَمُّهُ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا اَبَدًا' وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ مَحدِيْدَةٍ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا اَبَدًا))

"جو شخص کسی پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے گا وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گرتا رہے گا' اور جو شخص زہر پی کر خودکشی کرے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ کی آگ میں زہر پیتا رہے گا' اور جس نے لوہے کے کسی ہتھیار سے خودکشی کی ہوگی' وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسی ہتھیار کو اپنے پیٹ میں بھونکتا رہے گا اور کبھی بھی اس کو رہائی نصیب نہیں ہوگی۔"

(بخاری' مسلم' ترمذی۔ قدرے تقدیم وتاخیر کے ساتھ نسائی)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں:

((وَمَنْ حَسَاسَمًا فَسَمُّهُ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ))

''اور جس شخص نے زہر پی کر خودکشی کی ہوگی' اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور دوزخ کی آگ میں وہ اس کو پیتا رہے گا۔''

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلَّذِيْ يَخْنَقُ نَفْسَهٗ يَخْنَقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِيْ يَطْعَنُ نَفْسَهٗ يُطْعَنُ نَفْسُهٗ فِي النَّارِ وَالَّذِيْ يَقْتَحِمُ يُقْتَحَمُ فِي النَّارِ)) (بخاری)

''جس شخص نے اپنا گلہ گھونٹ کر خودکشی کی وہ آتش دوزخ میں بھی اپنا گلہ گھونٹتا رہے گا۔ جس نے (چھرا وغیرہ) بھونک کر خودکشی کی' دوزخ کی آگ میں بھی وہ اس کو بھونکتا رہے گا' جو کوئی اوپر سے گرا ہوگا' وہ جہنم میں بھی اسی طرح گرتا رہے گا۔''

(۳) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے' فرماتے ہیں کہ اسی مسجد میں حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جتنی حدیثیں ہم سے ذکر کیں' ہم نے ان میں سے ایک کو بھی فراموش نہیں کیا۔ نہ ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق کسی افترا پردازی سے کام لیا۔ بہرکیف انھوں نے فرمایا:

((كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ بَدَرَ عَبْدِيْ بِنَفْسِهٖ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ))

''ایک شخص کے کوئی زخم آیا' اس نے خودکشی کر لی' اللہ تعالیٰ نے ارشاد

فرمایا میرے بندے نے خودکشی کے لیے جلدی کی' لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کردی۔"

(۴) ایک اور روایت میں ہے:

((كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جَرْحٌ فَجَزِعَ فَاَخَذَ سِكِّيْنًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ اللّٰهُ بَادَرَ فِيَّ بِنَفْسِهِ .... الخ))

(بخاری مسلم)

"گزشتہ اقوام میں ایک شخص تھا' اسے کوئی زخم آیا' وہ بہت چیخا چلایا۔ آخر اس نے ایک چھری لے کر اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا' لیکن خون نہیں رکا' یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پہلے اس نے ہی خودکشی کے لیے جلدی کی۔"

آخر الذکر کے الفاظ یہ ہیں:

((اِنَّ رَجُلًا كَانَ فِمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِوَجْهِهِ قَرْحَةٌ فَلَمَّا آذَتْهُ اِنْتَزَعَ سَهْمًا عَنْ كِنَانَتِهِ فَنكَاهَا فَلَمْ يَرْقَأُ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ' قَالَ رَبُّكُمْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ))

"گزشتہ اقوام سے کسی آدمی کے چہرے میں ایک پھوڑا نکل آیا' جب اس کو تکلیف ہوئی تو اس نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر پھوڑے کو توڑ دیا' لیکن خون نہیں رکا اور وہ شخص مر گیا' تمھارے پروردگار نے فرمایا میں نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔"

(۵) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

((اِنَّ رَجُلًا كَانَتْ بِهِ جَرَاحَةٌ فَاَتٰى قَرْنًا لَهُ فَاَخَذَ مِشْقَصًا فَذَبَحَ بِهِ

نَفْسَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

"ایک شخص کو کوئی زخم آیا- اس نے اپنا ایک ترکش لیا اور اس میں چوڑے پیکان کا ایک تیر نکالا اور اس سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا- رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی-"

اس روایت کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے-

(۲) حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے انھیں یہ خبر دی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے بیعت کی تھی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٍ فِيْمَا لَايَمْلِكُ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

"جو شخص دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے گا وہ ایسا ہی ہو گا جس طرح اس نے کہا (یعنی اسلام سے خارج ہو کر اسی مذہب میں داخل ہو جائے گا جس کی اس نے قسم کھائی) اور جس شخص نے کسی چیز سے خود کشی کی، قیامت کے دن اسی چیز سے اس کو عذاب دیا جائے گا، اور جس چیز کا آدمی مالک نہ ہو اس کی نذر لازم نہیں ہے، اور مومن پر لعنت ملامت کرنا ایسا ہے جیسے اس کو مار ڈالنا، اور جس نے کسی مومن پر کفر کا الزام دھرا وہ ایسا ہو گا جیسے اس کو قتل کیا، اور جس نے کسی چیز سے اپنے

آپ کو ذبح کر دیا' قیامت کے دن اسی چیز سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔"

❋ ❋ ❋

بزم علماء والأئمة

الحمد للہ

موقع کی مناسبت سے ہر جمعہ بیان کا عنوان ۔۔۔ اوراس عنوان پہ تیاری کا مواد بصورتِ کتب فراہم کیا جاتا ہے

برائے رابطہ

03345613913

علماء ، طلباء اور خطباء کو اس گروپ میں شامل کروائیں